انتقاد

مقدمہ فی اصول التفسیر | مؤلف:- شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام المعروف بابن تیمیہؒ۔ ناشر:- المکتبۃ العلمیۃ۔ ۱۵- لیک روڈ۔ لاہور۔ قیمت چار روپے۔ صفحات ۴۴۔ عربی ٹائپ۔ عمدہ کاغذ۔ تقطیع:- ۵½ × ۸½۔

امام ابن تیمیہؒ آٹھویں صدی کے عظیم مفکر و مصلح اور مجاہد بالقلم والسیف تھے۔ ان کی بہت سی علمی تصانیف آج بھی علم و فقہ و اجتہاد میں ان کے بلند مرتبہ کا ثبوت دے رہی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بھی ان کے سلسلۂ تصانیف کی ایک کڑی ہے، جسے المکتبۃ العلمیۃ کے مولوی عبید الحق صاحب نے نایاب ہونے کی وجہ سے شائع کر دیا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ کو قرآن مجید کے معانی و مطالب معلوم کرنے میں جو انہماک تھا اس کی تفصیل خود ان کی زبان سے سنئے:-

"کبھی میں ایک آیت کی شرح و تفسیر معلوم کرنے کے لئے تقریباً سو تفاسیر کا مطالعہ کرتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے فہم کا طالب ہوتا ہوں، اور کہتا ہوں:- یا معلم آدم و ابراہیم علمنی' (اے معلم آدم و ابراہیم مجھے علم دے)۔ میں غیر آباد مساجد اور ویرانوں میں جا کر اپنے چہرہ کو مٹی میں رگڑ رگڑ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا رہتا ہوں:- یا معلم ابراہیم فہمنی (اے معلم ابراہیم مجھے فہم عطا فرما)۔"

(العقود الدریہ۔ صفحہ ۲۶)

زیر تبصرہ کتاب چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں قرآن مجید سمجھ کر پڑھنے اور اس میں غور و تدبر کرنے پر زور دیا ہے اور اس موضوع پر قرآن مجید کی آیات پیش کرنے کے بعد عقلی دلائل فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ہر ایک جانتا ہے کہ کسی کلام کی غرض و غایت اس کے معانی و مطالب کو سمجھنا ہوتا ہے، نہ کہ صرف اس کے الفاظ۔ اور قرآن مجید اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ انسانوں کا عام دستور بھی اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی فن مثلاً طب اور حساب وغیرہ کی کوئی کتاب اس طرح پڑھیں کہ انہیں اس کے مسائل کی شرح و تفصیل سے آگاہی نہ ہو، پھر کلام اللہ کے ساتھ کیسا سلوک ہونا چاہیئے جو کہ ان کی پناہ گاہ ہے اور جس کے ذریعہ ان کی نجات و سعادت ہے اور جس پر ان کے دین و دنیا کا قیام ہے۔"

دوسری فصل میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ تفسیر سلف میں جو اختلافات ہیں وہ بیشتر ایک ہی مضمون کو مختلف انداز میں بیان کرنے سے ہوتے ہیں، ان میں تضاد نہیں بلکہ تنوع ہے۔

تیسری اور چوتھی فصلوں میں یہ بتایا ہے کہ تفسیر کے اختلافات دو قسم کے ہوتے ہیں:-

اوّل وہ اختلافات جو نقل و منقولات کی بنا پر ہوتے ہیں۔

ثانیاً وہ اختلافات جو استدلال کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

پانچویں فصل میں تفسیر کے بہترین طریقہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اور چھٹی فصل میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر تفسیر کا بہترین ذریعہ میسر نہ آسکے تو پھر کیا صورت اختیار کرنا ہوگی۔

قرآن فہمی میں نظر، اور تفسیر میں تنقیدی ملکہ پیدا کرنے کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔ مصنف سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن اس نے جس محنت و کاوش سے فنِ تفسیر کے قواعدِ کلیہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے اس کی داد نہ دینا بڑا ظلم ہوگا۔ ہمارے خیال میں اس قسم کی بلند علمی اور معیاری کتابوں کی طباعت کا سلسلہ پاکستان میں جاری ہونا نیک فال ہے۔

امام ابن تیمیہ کی رائے میں تفسیر کا صحیح ترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید ہی سے کی جائے۔ اس لئے کہ قرآن مجید کسی بات کو ایک جگہ اجمال سے کہتا ہے تو دوسری جگہ اس کی تفصیل پیش کر دیتا ہے، ایک جگہ اختصار اختیار کرتا ہے تو دوسری جگہ شرح و بسط سے کام لیتا ہے۔

پھر اگر کوئی قرآنی مسئلہ قرآن سے پوری طرح واضح نہ ہو سکے تو اس کی توضیح کے لئے سنت سے مدد حاصل کیا جائے، اس لئے کہ سنت شارح قرآن ہے اور قرآن کی وضاحت کرتی ہے۔

(زیر تبصرہ کتاب صفحہ ۹۳)

امام ابن تیمیہ محض رائے سے تفسیر کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اپنے دعوے کی دلیل میں وہ متعدد احادیث پیش کرتے ہیں مثلاً:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ (جس نے قرآن کے بارے میں بغیر علم کے کوئی بات کہی تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے)

علم کی تعریف امام ابن تیمیہ نے یہ کی ہے: "یا تو معصوم سے تصدیق شدہ نقل ہو، یا ایسا قول ہو جس پر معلوم دلیل ہو۔"

جہاں تک بغیر علم قرآن میں کچھ کہنے کا مسئلہ ہے وہ تو بالکل واضح ہے، لیکن ہمیں ان کے لفظ "رائے" کے استعمال میں کلام ہے۔ ہمارے خیال میں ایک آدمی کی رائے اس کے علم و فہم و تجربہ کا نچوڑ ہوتی ہے، اور ایسی رائے کے ذریعہ کسی تفسیری مسئلہ میں کچھ کہنا مذموم نہیں ہونا چاہیئے۔ ایسی رائے "بغیر علم" نہیں کہلا سکتی۔ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو قرآن و سنت سے رہنمائی نہ ملنے پر رائے سے کام لینے کی اجازت دی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہاں "رائے" سے مراد خواہشِ نفس، اپنے مسلک و عقیدہ پر ضد، اپنے مذہب کی تائید، یا فرقہ وارانہ تعصب لی جائے، جیسا کہ خود امام ابن تیمیہ کی تحریر (زیرِ تبصرہ کتاب کے صفحہ ۲۵) سے واضح ہے۔ شاید اسی نکتہ کی وضاحت میں انہیں آگے چل کر یہ لکھنا پڑا: "ائمہ سلف سے یہ اور اس قسم کے دیگر اقوال اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ وہ ایسے تفسیری معاملہ میں جس کے بارے میں انہیں علم نہ ہوتا تھا کلام کرنے میں تنگی محسوس کرتے تھے۔ باقی رہا یہ کہ اگر کوئی شخص کسی تفسیری معاملہ میں ایسی بات کہے جس کا از روئے لغت و شرع اسے علم ہو تو اس کے لیے کوئی مضائقہ نہیں۔" (ایضاً صفحہ ۳۹)

امام ابن تیمیہ قرآن مجید میں ایسے امور پر غور و فکر کرنے کے قائل ہیں جن سے معاشرہ کو ترقی کرنے میں مدد ملے۔ وہ ایسے تفسیری مطالب میں توجہ صرف کرنے پر زور دیتے ہیں جن سے دنیا و دین میں مفید نتائج برآمد ہوں، [illegible] بحث کرتے تھے کہ ان کے کتے کا رنگ کیا تھا، حضرت موسیٰ کا عصا کس درخت کی لکڑی کا تھا، وغیرہ اور اس قبیل کے مسائل جو غیر اہم اور لایعنی ہوں اور جن سے اختلافات پیدا ہونے کے سوا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلے، ان میں مغز زنی سے وہ بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۳۲-۳۳)

اس ایڈیشن کے متن میں بعض مقامات توجہ طلب ہیں۔ اگر کتاب کے مضامین کی فہرست اور قرآنی آیات کی تخریج ہو جاتی تو کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا۔ اس ٹائپ میں زیر دال ہمزہ کی علامت موجود نہیں ہے، لیکن بعض جگہ وہ غلط لگا دی گئی ہے بالخصوص صفحہ ۱۱ پر "أعلام" اور صفحہ ۱۵ پر "أسناد" موخرالذکر إسناد ہے نہ کہ أسناد۔ اس تصحیح کے بعد یہ جمع نہیں رہے گی، نہ فٹ نوٹ میں لفظ "اصل" کو "اصول" سے بدلنے کی ضرورت باقی رہے گی۔ اسی "إسناد" کی تائید اگلی عبارت میں "مراسیل" کے لفظ سے ہو رہی ہے یعنی تفسیر و ملاحم و مغازی سے متعلق منقولہ روایات کی أسناد تو ہیں لیکن "مرسل" ہونے کی وجہ سے "إسناد" نہیں ہے۔ سرسری نظر سے جو غلطیاں نظر آئیں انہیں آئندہ اصلاح کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۷	انلا یدبرون القرآن	أفلا یتدبرون القرآن
۱۲	۱۲	ای تجس	ای تحبس
۱۵	۶	مرجذد	موجود
۱۶	آخری سطر	کذرب) بھا	کذبھا
۲۲	آخری سطر	حدثنا	حدثتا
۲۹	آخر سے تیسری سطر	لیبینه للناس ولا یکتمونه	لتبیننه للناس ولا تکتمونه

آخر میں ہمیں عرض کرنا ہے کہ سلف کی تصانیف سے استفادہ نہایت ضروری اور مفید ہے، ان سے ہماری معلومات میں وسعت اور رفتار میں سرعت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن سلف کی کسی تفسیر کو حرفِ آخر سمجھتے ہوئے آنکھیں بند کر کے ان کی اتباع کرتے رہنا "اتبعوهم بإحسان" کے خلاف ہوگا، جس سے علمی ترقی کی راہ مسدود اور عقل و فکر کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ ہمیں مسائل کی تحقیق میں امام ابن تیمیہؒ کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو کسی تفسیری عقدہ کو حل کرنے کے لئے تقریباً سو تفاسیر کا مطالعہ کرتے، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے "کہ مجھے قرآن فہمی کی توفیق عطا فرما۔"

(عبدالرحمٰن طاہر سورتی)